کتاب نما

اشاریہ تفہیم القرآن: مرتبین: ڈاکٹر خالد علوی' ڈاکٹر جمیلہ شوکت۔ ناشر: ادارہ ترجمان القرآن' اردو بازار' لاہور۔ صفحات: ۴۸۱۔ قیمت درج نہیں۔

قرآن حکیم کی اردو تفسیروں میں سیّد مودودی کی "تفہیم القرآن" اس وقت سب سے مقبول تفسیر ہے۔ بلامبالغہ لاکھوں انسان اس کے مطالعے سے فیض یاب ہوئے' اور ہو رہے ہیں۔ اس تفسیر کی منفرد خصوصیت یہ ہے کہ مطالعہ کنندگان کی رہنمائی کے لیے' اس کی ہر جلد کے آخر میں "فہرست موضوعات" موجود ہے۔ اس بات کی اشد ضرورت تھی کہ تمام ۶ جلدوں کا ایک مکمل اشاریہ بنایا جائے تاکہ قاری کو ہر جلد کے آخر میں شامل اشاریے کے اوراق الٹنے کی مشکل پیش نہ آئے۔ زیرِنظر کتاب میں' موجود فہارس کو یکجا کر کے یہی گراں قدر خدمت انجام دی گئی ہے۔

اس اشاریے میں تفہیم کی ۶ جلدوں کی فہارس کو جلدوار یکجا کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک ہی موضوع کے ذیلی عنوانات' الگ الگ جلد نمبروں کے تحت بکھرے ہوئے ہیں اور یہ ایک جیسے بھی نہیں ہیں۔ یہ اشاریہ کہیں زیادہ مفید ہو سکتا تھا' اگر تین باتوں کا مزید اہتمام کر لیا جاتا:

اول: موضوعات اور ان کے ذیلی عنوانات معنوی و لفظی اعتبار سے یکساں بنا دیے جاتے۔

دوم: ذیلی عنوانات جلدوار نہیں' بلکہ عنوان وار مرتب کیے جاتے۔

سوم: عنوانات اور حوالوں کے صفحات نمبر کو باہم چیک کر لیا جاتا۔

ان امور کی ضرورت و اہمیت کا اندازہ ایک مثال سے ہو سکے گا۔ جلد اول کے تحت آدم علیہ السلام عنوان کے سامنے صفحات نمبر ۱۷' ۶۳ اور ۶۴ درج ہیں جبکہ ذکر آدم ص ۶۸ تک چلتا ہے' اور صفحات ۶۵ تا ۶۸ پر آدم کے ساتھ حوا کا بھی ذکر ہے۔ اس لیے اوّل تو یہاں ۶۵ تا ۶۸ صفحات کے شمار نمبر درج کرنا ضروری تھا۔ دوسرے یہاں آدم و حوا کا' اور حوا کا اضافی عنوان مطلوب تھا۔ اب "جلد دوم" کے تحت ذیلی عنوان: قصۂ آدم و حوا' جلد اوّل کے ذیلی عنوان سے مختلف ہے۔ پھر اس عنوان

قصہ آدم و حوا کے سامنے صفحات ۴.۵ تا ۷.۵ اور ۷۶۲ تا ۶۳ درج ہیں۔ ان صفحات پر آدم کا ذکر تو ہے مگر حوا کا ذکر نہیں ملتا۔ اس طرح کی ناہمواریوں کا سبب یہ ہے تفہیم کی ۶ جلدوں کے اشاریے مختلف افراد نے تیار کیے 'اور ان کے درمیان کئی کئی برسوں کا وقفہ ہے۔ اس لیے ان کے ذیلی عنوانات میں لفظی و معنوی عدم توافق قدرتی تھا۔ اب انھیں یکساں (اور اس طرح کہیں زیادہ اور بہ سہولت قابل استفادہ) بنانے کی ضرورت ہے 'اور اس کے لیے تمام جلدوں کی موجودہ فہارس کی محتویات کی از سرنو چھان بین کرنی ہوگی۔ مزید بر آں عنوانات کو یکساں کرنے کے ساتھ نئے عنوانات قائم کرنا بھی مفید ہو سکتا ہے۔

موجودہ فہارس کا از سرنو جائزہ کیوں اشد ضروری ہے؟ اس کا اندازہ مندرجہ ذیل مثال سے ہو سکتا ہے: ص ۸۱ پر جلد چہارم 'اسلامی نظامِ معاشرت کے تحت یہ ذیلی عنوان (اور صفحہ نمبر) درج ہے: "اس میں رشتہ داروں کے حقوق دوسروں پر فائق ہیں '۷"۔ اب یہ عنوان اس آیت سے اخذ کیا گیا ہے: وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ (الاحزاب ۳۳:۶)۔ اسی مفہوم کی آیت سورہ الانفال میں بھی موجود ہے۔ مگر جلد دوم کے تحت رشتہ داروں کے حقوق سے متعلق کسی طرح کا عنوان نہیں ملتا۔ اس کے بجائے اس آیت سے شاید یہ ذیلی عنوان: اہل ایمان کو ایک دوسرے کا حامی و مددگار ہونا چاہیے' ۱۶۳- اخذ کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے دونوں میں یکسانیت پیدا کرنا ضروری تھا۔

ابتدا میں تیس صفحات پر مشتمل ایک سیر حاصل عالمانہ مقدمہ شامل ہے جس میں لغات القرآن' فہارس الفاظ القرآن' فہارس مضامین القرآن اور قرآنی تراجم کے ساتھ ملحق فہارس کی تفصیل فراہم کی گئی ہے۔

ہمیں امید ہے کہ فاضل مرتبین اسی جذبہ محبت کے تحت اس شدید ضرورت کو پورا کرنے کا بیڑا بھی اٹھائیں گے جس جذبے سے انھوں نے فہارس کو یکجا کیا ہے۔ بہرحال اُس وقت تک زیر تبصرہ کتاب قارئین کے لیے بہت مفید ثابت ہوگی۔ (رفیع الدین ہاشمی)

سیرتِ پاک ﷺ کی خوشبو: ڈاکٹر انعام الحق کوثر۔ ناشر: سیرت اکادمی بلوچستان' ۲۷-۲-اے او بلاک نمبر ۳ سیٹلائٹ ٹاؤن کوئٹہ۔ صفحات ۱۷۶۔ قیمت ۸۰ روپے۔

سیرت پاک ﷺ پر تحریرات کا یہ مجموعہ روایتی کتب سیرت سے مختلف ہے۔ سیرت اور دور حاضر کے حوالے سے گیارہ مختلف اہم علمی موضوعات پر شستہ اور رواں زبان میں مفید اور قیمتی معلومات جمع ہو

گئی ہیں۔ مصنف نے معلومات فراہم کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس سے آج کے انسان کے لیے نتائج بھی اخذ کیے ہیں۔ پہلے مضمون "احترام بچہ" میں رسول اللہ ﷺ کے 'بچوں کے بارے میں' معمولات بیان کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ امن و اخوت 'عدل' انسانی حقوق' دعوت و اصلاح اور رسول پاک ﷺ بطور تاجر کے موضوعات پر اسوۂ حسنہ سے رہنمائی پیش کی گئی ہے۔ اسلامی مملکت کے قیام کے لیے اور پھر نظام مصطفیٰ کے نفاذ اور اس کے لیے عملی تجاویز کے عنوان سے 'اتنی عملی تدابیر و تجاویز جمع کر دی ہیں کہ کام کرنے والوں کے لیے کوئی عذر باقی نہیں رہتا۔ سیرت کے شائقین اس کتاب کو ہاتھ میں لیں گے تو بہت کچھ پائیں گے 'علم بھی' جذبہ عمل بھی اور عملی نقطہ نظر بھی۔ مصنف کی تحریریں عقیدت و محبت میں ڈوبی ہوئی ہیں اور فارسی اور اردو اشعار نے اسلوب بیان میں دل کشی و جاذبیت پیدا کر دی ہے۔ آغاز میں تین ڈپٹی کمشنروں کی شرکت بھی ہے اور ایک نئی بات: دس بارہ اشتہارات بھی زینت کتاب ہیں۔

(مسلم سجاد)

ہمیں رکنا نہیں آتا: مقصود الزمان سحر (شہید)۔ ناشر: الحمد پبلی کیشنز 'لیک روڈ لاہور۔ صفحات ۱۲۴۔ قیمت ۸۰ روپے۔

ایک بے چین اور مضطرب روح کا مالک 'مقصود نہ تو "کیریر میکنگ" پی ایم اے کاکول کے سانچے میں ڈھل سکا' نہ اسے سفر جاپان راس آیا۔ جہاد افغانستان میں شرکت سے البتہ اسے کچھ تسکین ملی۔ نجیب حکومت کے خاتمے پر شوق شہادت 'کشاں کشاں اسے کشمیر لے گیا اور وہاں ۲۲ مئی ۱۹۹۴ کو وہ اپنی پیشانی پر تمغائے شہادت سجائے اپنے رب کے حضور پیش ہو گیا۔ بے چین اور مضطرب روح کو قرار آ ہی گیا۔

"ہمیں رکنا نہیں آتا" اسی بے قراری و مہجوری اور اضطراب کا فن کارانہ اظہار اور "جہاد و جام شہادت کی آرزو کی طلسم کاری" کا خوب صورت نمونہ ہے۔ مقصود سحر بے انصافی اور جبر و استحصال پر قائم نظام باطل سے بیزار تھے۔ نظم "ایک ورکشاپ میں مکالمہ" کا کم سن مکینک فریاد کناں ہے:

جس نے چھینا ہے بانکپن میرا دور نو کا نظام باطل ہے
ہاں' یہی دور جبر و محرومی میری معصومیت کا قاتل ہے

طرفہ تماشا ہے کہ کلمہ طیبہ کے نام پر قائم ہونے والے اس ملک میں:

ہے گزرنے کو آدھی صدی مگر دور کتنی ہے منزل' یہ کس کو خبر

شاعر احساس کی بھٹی میں تپ رہا ہے 'مگر سعید و صالح روح نے احساس کو ایک مثبت رخ دیا ہے

چنانچہ "اس مجموعے میں ایک رجز پڑھتا ہوا جذبہ جہاد، اور ایک بولتی ہوئی آرزوئے شہادت موجود ہے"۔

جذبوں کی صداقت زندہ ہے، ایماں کی حرارت زندہ ہے
جب تک ہے سلامت سر میرا، سودائے شہادت زندہ ہے

سید مودودی کو وہ اپنا "مرشد" اور علامہ اقبال کو "راہبر" سمجھتا ہے۔ اقبال کی شاعری نے اسے زندہ رہنے کا ہنر ہی نہیں، حیات جاوداں کا شعور بھی دیا ہے۔ اس کی شاعری کے رجزیہ اور جہادیہ آہنگ میں اقبال کا اثر واضح ہے۔ یہ مجموعہ مختلف اصناف: غزل، قطعہ، پابند نظم اور آزاد نظم وغیرہ پر مشتمل ہے مگر اہم اور بنیادی بات یہ ہے کہ یہ "شاعری رسمی الفاظ سے نہیں --- جان کے جذبوں اور جسم کے خون گرم سے لکھی گئی ہے۔ یہ اشعار موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر تخلیق ہوئے۔ ایسے الفاظ اور جذبوں کے بطن سے قوموں کی پیشانیوں پر تاریخ کی کہکشائیں روشن ہوتی ہیں"۔ (سید ضمیر جعفری)

"ہمیں رکنا نہیں آتا"، جذبہ جہاد سے سرشار اور مرتبہ شہادت سے ہم کنار ایک نوجوان کی شعری یادگار ہے۔ ہمارے سکہ بند نقادوں کو، ممکن ہے فنی اعتبار سے اس میں کچھ کمیاں اور خامیاں محسوس ہوں، مگر سحر شہید نے وہ تجربہ کیا ہے، جسے "خون دل میں انگلیاں ڈبو لینے کا تجربہ" کہتے ہیں۔ شہید کے لیے عطاء الحق قاسمی کا یہ خراج تحسین قابل غور ہے: "اس شاعر کے سامنے مجھے اپنے سارے ڈرامے، سارے کالم، سارے سفرنامے اور ساری شاعری بے وقعت محسوس ہوئی ہے۔ چنانچہ میں اس کے بارے میں کیا لکھوں جس نے مجھے آئینہ دکھایا ہے۔ سوائے اس کے کہ یہ نوجوان خوب صورت شاعران سب لکھنے والوں کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ جن کا ادب بے معنویت کے اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مارتا ہے"۔

ولولہ انگیز اور بامعنی شاعری کا یہ مجموعہ، حسن صوری سے بھی مالا مال ہے، مگر قیمت زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ اچھے معیار پر نسبتاً ایک ارزاں ایڈیشن کی اشاعت بہت مناسب ہوگی۔ (ر۔ ہ)

معاشرہ، جدیدیت اور اسلام: محمد موسیٰ بھٹو۔ ناشر: سندھ نیشنل اکیڈمی ٹرسٹ، ۱۸۶۱ پیپلز کالونی لطیف آباد ۴، حیدر آباد۔ صفحات ۱۴۳۔ قیمت ۳۰ روپے۔

گذشتہ دو سال کے دوران میں لکھے جانے والے چودہ مضامین کا یہ مجموعہ پاکستان کی قومی اور فکری زندگی کے بعض اہم مسائل (قوم پرستی، سیکولرازم، آزادی نسواں، فرقہ واریت، مولوی،

معاشرہ اور نئے دور کے نئے تقاضے 'سندھی مہاجر کشمکش ' سرمایہ داری 'جاگیرداری اور معاشرے کے ہمہ جہتی بگاڑ وغیرہ) سے بحث کرتا ہے۔

مغرب کی مادی تہذیب کے غلبہ و استیلا کے لیے امریکی استعمار 'مسلم معاشروں کو نہایت پرفریب طریقوں سے "نئے عالمی نظام" کے نام پر اپنے دام تزویر میں الجھانے کے لیے کوشاں ہے اور یہود و ہنود کی مدد سے انھیں جدیدیت کا دلدادہ بنانے کے لیے بین الاقوامی سطح پر منصوبہ بندی کر رہا ہے۔ مصنف نے بڑی عمدگی سے اس صورت حال کا تجزیہ کیا ہے 'مثلاً: ان کے خیال میں "موجودہ دور میں عورت کی آزادی کی تحریک ' دراصل عورت کے حقوق کی تحریک نہیں 'بلکہ عورت کو گھر سے باہر نکال کر ' مرد کی ہوس کا شکار بنانے اور زنا و فحاشی کو فروغ دینے کی تحریک ہے۔ اس کا نتیجہ اس کے علاوہ کوئی نہیں نکل سکتا کہ عورت ' مرد کے لیے تفریح کا ذریعہ بن جائے 'بچوں کی تربیت متاثر ہو اور خاندانی نظام تباہ ہو"۔ (ص ۱۷)فرقہ واریت کے مرض کا تجزیہ کرنے کے بعد وہ کہتے ہیں کہ اس کے مفاسد سے بچنے کی صرف ایک صورت ہے کہ "ایمان اور یقین کی فضا پیدا کی جائے 'خود شناسی اور خدا شناسی اور اللہ کی محبت اور معرفت کو عام کرنے کی کوشش کی جائے 'نفس کی خرابیوں کو دور کرنے اور اس کی اصلاح کے لیے خاص انتظام اور اہتمام کیا جائے۔ یہی وہ طریقہ ہے جس سے جماعت کے افراد کے دلوں میں نور معرفت پیدا ہو گا 'جس سے وسعت ظرفی 'رواداری اور محبت کی فضا بڑھے گی"۔ (ص ۱۱۴) یہ تحریریں اسلام 'پاکستان اور امت مسلمہ کے لیے فکرمندی اور دردمندانہ سوچ کی عکاس ہیں ' اور ان کے پس منظر میں جناب محمد موسیٰ بھٹو کا مطالعہ اور مسائل پر غور و فکر اور تدبر اور اصلاح احوال کے لیے ان کا اضطراب بہت واضح ہے۔

ان مضامین کی نوعیت تجزیاتی ہے۔ یہ سندھ کے (ایک لحاظ سے) فتنہ انگیز ماحول کے پس منظر میں لکھے گئے ' اس لیے ان کی اہمیت اور قدر و قیمت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اس وقت امت مسلمہ کو جدید مادی تہذیب 'نفس پرستی ' خود غرضی اور بحیثیت مجموعی ایک شدید اخلاقی بحران کا جو خطرہ درپیش ہے 'مصنف نے اس کی نشان دہی کے ساتھ 'اس سے عہدہ برآ ہونے اور دینی بنیادوں پر معاشرے کی ' تعمیر نو کے لیے بعض قابل غور نکات بھی پیش کیے ہیں۔ یہ کتاب ایک دعوت فکر بھی ہے اور دعوت عمل بھی۔ اسے جدید تعلیم یافتہ طبقے 'مذہبی لیڈر شپ اور کالجوں ' یونی ورسٹیوں کے اساتذہ اور طلبہ تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔ ممکن ہے یہی مثبت سوچ اذہان میں کسی بڑی تبدیلی کا پیش خیمہ بن جائے۔ (ر-ہ)

نقد و نظر (مجلّہ): مدیر: اسلوب احمد انصاری- گل فشاں' سول لائنز' دودھ پور' علی گڑھ ۲۰۲۰۰۱- صفحات کم و بیش ۱۲۵- قیمت ۲۵ روپے فی شمارہ' سالانہ ۸۰ روپے-

"نقد و نظر" اردو کا ایک بلند پایہ علمی و تنقیدی مجلّہ ہے' جسے پروفیسر اسلوب احمد انصاری ہر ۶ ماہ بعد نہایت باقاعدگی سے مرتب و شائع کرتے ہیں- موصوف بھارت کے ایک نامور دانش ور اور اردو کے جید نقاد ہیں اور علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی میں ایک لمبے عرصے تک بطور پروفیسر اور صدر شعبہ انگریزی' علمی و تعلیمی خدمات انجام دے چکے ہیں- اس مجلّے میں ادبی تحقیقی و تنقیدی مضامین' تراجم' نظموں اور غزلوں کے تنقیدی تجزیے اور کتابوں پر تبصرے شائع کیے جاتے ہیں-

اردو کی معاصر تخلیقات کا مطالعہ کریں تو اس کا ایک بڑا حصہ بالعموم لامذہبیت بلکہ نفی مذہب' اشتراکیت زدگی' سیکولرازم' تجدیدیت اور لایعنیت کا تاثر پیش کرتا ہے- "نقد و نظر" کا مزاج مثبت' تعمیری اور حقیقت پسندانہ ہے- اور یہ ادبی انتقاد کا ایک معیار پیش کرتا ہے- گذشتہ کئی برسوں سے یہ مجلّہ مطالعہ اقبال پر خاص توجہ دے رہا ہے- تازہ ترین شمارے میں پروفیسر آل احمد سرور کی کتاب "دانش ور اقبال" پر تبصرے کے ضمن میں اسلوب صاحب لکھتے ہیں: "تصوف جس طرح کی بے عملی کے لیے راستے کھولتا ہے' وہ زندگی کے بارے میں اقبال کے فعال نقطہ نظر سے ہم آہنگ نہیں ہے"- اور "مغرب سے اقبال نے یقیناً استفادہ کیا ہے لیکن مغربی مفکرین کے خیالات کو انھوں نے صرف اس حد تک قبول کیا ہے' جہاں وہ ان کی اسلامی فکر سے ہم آہنگ ہوں' متصادم نہ ہوں"- ایک اور تبصرے کے ضمن میں انھوں نے کہا ہے کہ: "اگر نیاز فتح پوری واقعی اسلام کی حقانیت پر ایمان رکھتے تھے اور عقلیت پسند تفسیر و تعبیر کے حامی تھے تو انھیں ثقہ عالمان دین پر کیچڑ اچھالنے کے بجائے اسلام پر مثبت انداز میں کوئی تصنیف سامنے لانی چاہیے تھی"- ایک اور جگہ انصاری صاحب لکھتے ہیں: "جس انقلاب روس (۱۹۱۷ء) کو [اختر انصاری مرحوم] نے انسان کی دس ہزار سالہ تاریخ کا سب سے مہتم بالشان واقعہ قرار دیا تھا' اس کا تار و پود پلک جھپکنے میں یعنی صرف ۷۵ سال کے اندر اندر بکھر کر رہ گیا- اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر تابناک اور محیر العقول واقعہ اسلام کی وہ تحریک تھی' جو سرزمین حجاز سے چشمہ حیات کی طرح پھوٹی' وہ اسلام جو ایک لازوال حقیقت ہے اور جس نے تاریخ انسانی کے دھارے کا رخ موڑ دیا"-

"نقد و نظر" ایک بہتر تنقیدی شعور کی آبیاری کے لیے معیاری مجلّہ ہے اس کا مطالعہ ادبی ذوق کی تسکین کا باعث ہو گا- (ر- ہ)

سری نگر کی بیٹیاں: ظہور الدین بٹ- ناشر: ادارہ مطبوعات سلیمانی، اردو بازار لاہور- صفحات: ۱۷۹- قیمت: ۵۰ روپے-

مقبوضہ کشمیر میں جاری تحریک و جہاد آزادی کے موضوع پر سات کہانیوں کا زیر نظر مجموعہ، معروف ادیب اور صحافی ظہور الدین بٹ کی کاوش کا نتیجہ ہے- نہتے کشمیریوں پر بھارتی فوجوں کے ہاتھوں توڑے جانے والے مظالم پر مبنی، ان کہانیوں کے بیشتر کردار حقیقی ہیں، تاہم افسانوی کردار بھی ان ہزاروں اور لاکھوں خواتین، نوجوان بیٹوں، بیٹیوں، بچوں اور بوڑھوں کے نمایندہ ہیں جو کئی برس سے وادی کی لہو رنگ سرزمین پر اپنے ناقابل شکست حوصلوں کی داستان رقم کر رہے ہیں- ان کہانیوں کو پڑھتے ہوئے بلاشبہ یوں لگتا ہے کہ وادی کشمیر کے مختلف حصوں کے بارے میں فلم چل رہی ہے- امید ہے تاریخ اور افسانے کے امتزاج سے تخلیق ہونے والی یہ کہانیاں قبول عام حاصل کریں گی-

(ر-ہ)

استقبال رمضان: خرم مراد- ناشر: منشورات، ۶ نور چیمبر، گنپت روڈ، لاہور- صفحات ۴۸- قیمت ۶ روپے، فی سیکڑہ ۳۵۰ روپے-

جناب مصنف نے چند سال پہلے "استقبال رمضان" کے موضوع پر ایک تقریر فیتہ بند کرائی تھی- بعد ازاں اسے کتابچے کی صورت میں شائع کیا گیا اور یہ اب تک تقریباً ایک لاکھ کی تعداد میں شائع ہو چکا ہے- ماہ صیام کی مناسبت سے حال ہی میں اس کی تازہ اشاعت منظر عام پر آئی ہے-

رمضان المبارک، اپنے نفس کے ساتھ جہاد، اور اس ذریعے سے حصول تقویٰ کا مہینہ ہے- روزے کے ساتھ، یہ چیز قیام لیل، مطالعہ قرآن، نیکی کی جستجو، ذکر و دعا، جذبہ خدمت خلق اور انفاق فی سبیل اللہ وغیرہ سے حاصل ہو سکتی ہے- زیر نظر کتابچے میں رمضان کے ماہ مبارک سے خاطر خواہ استفادے کے لیے دس عملی تدابیر بیان کی گئی ہیں- آخر میں امام غزالی کا ایک مختصر مضمون: "روزہ کے آداب و حقیقت" بھی شامل ہے- اس ماہ مقدس کی رحمتوں اور برکتوں سے بیش از بیش فیض یابی کے لیے زیر نظر کتابچہ بہت مفید اور نافع ہو سکتا ہے- اسے زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کی ضرورت ہے- (ر-ہ)